سید یونس الحسنی

سانپ کے منہ میں چھپکلی

گردیز کی جنگ میں چار ہیلی کاپٹروں کی تباہی اور ڈیڑھ سو کے قریب فوجیوں کی ہلاکت نے ''سپر پاور'' امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ گزشتہ سال اکتوبر میں شروع ہونے والی اس لڑائی میں امریکی فوجیوں کا یہ سب سے بڑا نقصان ہے۔ بین الاقوامی میڈیا کیلئے بھی یہ ایک دھماکہ خیز خبر تھی۔ اس طرح کے کسی بھی ادارے کو اس کے خلاف توقع واقعہ کا اندیشہ ہی نہ تھا کہ افغان سرزمین سے بارِ دیگر کوئی مزاحمتی گروپ اس دلیرانہ انداز سے کارروائی کر کے خود کو دنیا بھر کی بحثوں میں نمایاں کرے گا۔ یہ اس لئے بھی قرینِ قیاس نہیں ہوسکتا تھا کہ:

☆ امریکی فوج ایم ایچ ۴۷ چینوک ہیلی کاپٹروں سے کارروائیاں کر رہی تھی جنہیں ناقابل تسخیر کہا جاتا ہے۔

☆ بی ۵۲ بمبار دیوہیکل طیاروں سے تباہ کن بمباری کا افغانوں کے پاس کوئی توڑ نہیں ہے۔

☆ کارپٹ بمباری پلک جھپکنے میں راکھ کے ڈھیر پیدا کر دیتی ہے جس کا جواب طالبان کے پاس نہیں۔

☆ اے سی ۱۳۰ گن شپ ہیلی کاپٹوں کے ذریعے بلند غاروں کے دھانوں پر تھرموبیرک لیزر گائیڈڈ دو ہزار پونڈ وزنی بم گرائے جاتے ہیں جو کسی بھی غار میں موجود آکسیجن جذب کر لیتے ہیں اور وہاں کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا۔ افغان مزاحمتی گروپ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔

☆ ڈیزی کٹر بموں کی بارش جس سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی اور افغان اس معاملے میں تہی داماں ہیں۔

ان پانچ نکات کی بنا پر بین الاقوامی تجزیہ نگار کسی بڑی عسکری خبر کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ تو رفتہ رفتہ اسے لوگوں کے حافظے سے نکال رہے تھے کہ یہ انہونی ہوئی اور امریکی قیادت پہلی بار بے انتہا پریشانی کا شکار ہوئی۔ امریکن پالیسی سازوں میں یک لخت تبدیلی کے آثار دکھائی دینے لگے ہیں۔ اُنہوں نے موجود صورت حال کو ایک نئے زاویے سے دیکھنا اور جن خلاصی کے مختلف طریقوں پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایسا ہونے پر کوئی اچنبا نہیں، حالات ہی کچھ ایسے ہیں، ری پبلکن وائٹ ہاؤس پر قابض کانگریس کے ایوان نمائندگان میں حاوی ہے جبکہ سینٹ میں ڈیموکریٹس دندنا رہے ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے واقعہ پر سبھی دل گرفتہ تھے اور انہوں نے متفقہ طور پر صدر بش کا ساتھ دیا تھا لیکن اب چھ ماہ بعد یکا یک رونما ہونے والے حالات بھی کئی امریکی فوجیوں کی موت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ جس پر امریکہ میں ایک بار پھر ماتمی ماحول پیدا ہوگیا ہے۔ ڈیموکریٹ لیڈروں کے تیکھے تیکھے اور آڑے ترچھے

سوالات کی کند تلواروں نے ری پبلکنز کو بوکھلا دیا ہے، مثلاً:

☆ سینٹ میں ڈیموکریٹس اکثریت کے سربراہ سینٹر ٹام ڈینشلے نے صدر بش کی تعریف کے بعد استفسار کیا کہ ''بغیر کسی واضح سمت کے آپریشن ''اینا کونڈا'' کو وسعت دی جارہی ہے۔ حالانکہ جنگ کے لئے وسائل مختص کرنے سے پہلے واضح ہونا چاہیے کہ ہم کس سمت میں جائیں گے۔ انہوں نے وزارت دفاع کو وارننگ دی کہ وہ جنگی اخراجات کیلئے بلینک چیک کی توقع نہ رکھے''۔

اس کے جواب میں ری پبلکن سینٹر لاٹ صرف اتنا ہی کہہ پائے کہ ''سینٹر ڈنشلے کو قوم میں نفاق پیدا کرنا چاہیے''۔ سینٹ کی خارجہ تعلقات کی کمیٹی کے چیئر مین سینٹر جوزف بڈن بھی بش انتظامیہ سے بُری طرح ناخوش اور غیر مطمئن ہیں۔ انہوں نے گزشتہ دنوں ایک پریس بریفنگ میں انکشاف کیا کہ '' حکومت نے معلومات دینے کا جو وعدہ کیا تھا، اس پر کوئی عمل نہیں ہوا اور اس نے اپنے عالمی اتحادیوں کو بھی بے خبری بھی رکھا ہوا ہے''۔

امر واقعہ یہ ہے کہ امریکہ افغانستان میں جاری آپریشن ''اینا کونڈا'' میں تیزی پیدا کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ گردیز، خوست، ہلمند، زابل، قندھار، پکتیا اور کابل میں ایکا ایکی گوریلا کارروائیاں شروع ہوگئیں۔ ان جھڑپوں میں جہاں کافی امریکی فوجی مارے گئے۔ وہاں سپر پاور کی رعونت کو زبردست دھچکا بھی لگا۔ ساتھ ہی امریکی سیاست کے بحر الکاہل میں ہلچل پیدا ہوئی، جس سے اٹھنے والی لہریں اپنی سمت کی تبدیلی کا پتہ دے رہی ہیں۔ امریکی حکومت اپنے عوام کو بھی یہی بتاتی رہی ہے کہ آپریشن پوری کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے اور امن وامان کی صورت حال بھی روبہ عروج ہے۔ لیکن دوسری طرف بعض حقائق خم ٹھونک کر میدان میں کھڑے ہیں۔ یعنی:

☆ افغانستان ایک دشوار گزار خطہ ہے جس کے موسم امریکیوں اور اتحادیوں کو راس نہیں آرہے۔

☆ افغانوں کی دوستیاں اور دشمنیاں ایک معمّہ ہے سمجھنے کا، نہ سمجھانے کا۔

☆ طالبان افغانستان کے اندر موجود ہیں اور ان کی توانائی میں کمی نہیں آسکی۔

☆ پورے ملک افغانستان میں سیکورٹی نہ ہونے کے برابر ہے۔ خود دارالحکومت بھی محفوظ نہیں۔

☆ عبوری حکومت لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت میں بُری طرح ناکام رہی ہے۔

☆ ڈاکے، چوریاں، قتل، بدکاری کی کوئی حد نہیں رہ گئی۔

☆ لوگوں کو اُس امن وامان کی اشد ضرورت ہے جو طالبان نے قائم کیا تھا۔

☆ اب لوگ پھر سے طالبان کو یاد کرنے لگے اور اُن کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں۔

☆ ملک بھر میں امن امان کی ذمہ داری امریکہ نے لے رکھی ہے لیکن حالیہ واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ وہ خود محفوظ

نہیں ہیں۔

مندرجہ صدر سچائیاں چھپا کر رکھتے ہیں، پینٹا گان یکسر ناکام رہا ہے۔ یہ کسی ایسے ویسے ملک کی ناکامی نہیں بلکہ سپر پاور کی ناکامی ہے، جسے خود سپر قوم بھی پسند نہیں کر رہی۔ چنانچہ امریکی معاشرے میں ایک نئی بحث نے جنم لیا ہے۔ امریکن پالیسی ساز ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ مزید فوجیوں کی ہلاکت کسی بھی طرح قبول نہیں۔ اس کارروائی تو کل تک کامیاب قرار دینے والی حکومت اب اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا ہے۔ اس کے اعوان و انصار اس سوچ میں مگن ہیں کہ افغانستان ہمارے لئے دوسرا صومالیہ نہ بن جائے۔ وہ کوئی دوسرا تجربہ دھرانے کو تیار نہیں۔ دوسری طرف وہ انتہائی عذاب ناک کیفیت میں ہیں کہ اسی طرح لوٹ جانے میں جگ ہنسائی بھی ہوگی اور سبکی بھی۔ کیونکہ وہ نہ تو اسامہ کو پکڑ سکے اور نہ ہی ملا محمد عمر مجاہد کو۔ ایک مثال اس حالت پر صادق آتی ہے۔

''سانپ کے منہ میں چھپکلی''

کہتے ہیں چھپکلی سانپ سے کہیں زیادہ زہریلی ہوتی ہے۔ اگر کبھی سانپ اسے کھانے کیلئے پکڑ لے تو اس کے لئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ یعنی کھائے تب بھی مرتا ہے اور پھینک دے تب بھی اُس کی موت۔ امریکہ اب ایک خوفناک مخمصے کا نخچیر ہو کر رہ گیا ہے کہ دنیا کو کیا چہرہ دکھائے۔ کس کامیابی کا ڈھنڈورہ پیٹے۔ اگر لوٹتا ہے تو خالی ہاتھ یا پھر اسے افغانستان میں دخل در معقولات کا مرتکب ہو کر ملا بھی تو کیا ....

☆ آپریشن ایناکونڈا کی بے تحاشا ناکامی

☆ اپنے سینکڑوں جوانوں کی لاشیں

☆ بے وسیلہ لوگوں کے ذریعے اپنی ہیبت کے نشان ہیلی کاپٹرز اور B-52 بمبار کی تباہی

☆ کھربوں ڈالرز کا اضافی بوجھ جو کسی کام نہ آسکا۔

☆ انسانیت کشی کا خطرناک الزام

درحقیقت جارج ڈبلیو بش اس وقت کڑے امتحان میں ہے، وہ پریشان ہے، یہ سوچ کر کہ مخالف ڈیموکریٹس امریکی فوجیوں کی ہلاکت کو امریکہ بھر میں انسانی مسئلے بلکہ المیے کے طور پر اچھالیں گے۔ وہ جانتے ہیں لوگ اب کھل کر کہنے لگے ہیں کہ القائدہ کی ''شکست'' کے بعد امریکہ کو افغانستان سے نکل آنا چاہیے۔ صدر بش سوچیں تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ وہ ڈیموکریٹس کے سیلابِ بلا کر روک نہیں سکیں گے۔